

سایگرہ فہرین

فلک تنویر

فیصلی گروپ



www.zemtime.com

حصوں میں بٹ گئی تھی۔ ہر بیٹے کے حصے میں دس مرلے آئے تھے بعد انہوں نے اپنے اپنے پورشنز بنائے تھے لیکن ان پورشنز کے درمیان دیوار حاصل ہوئی نہ ان کے رشتوں میں۔
عظیم کے چار بیٹے بالا، آفاق، ابراہیم، ہشیر اور دو بیٹیاں حیا اور اقصیٰ تھیں۔
مقبول کے دو بیٹے مائر اور عزیز اور تین بیٹیاں منزہ، طیبہ اور عینہ تھیں۔

چھوٹے چاچو قابل کی ایک بیٹی تھی حبہ۔
نغمہ کے دو بیٹے شاہد، حاصم اور ایک بیٹی عینہ تھی۔ نغمہ بچھو کیونکہ گھر میں سب سے بڑی تھیں ان کی اولاد کی شادیاں کافی پہلے ہو چکی تھیں۔

بھائیوں نے اپنے بھائی چارے کو مزید تقویت دینے کے لیے اولاد کے آپس میں بچپن سے ہی رشتے طے کر دیے تھے۔ اگرچہ خواتین کے درمیان ہر مہینے جھگڑوں میں رشتے توڑنے کی چنگاریاں اٹھیں لیکن یہ شوہروں تک یہ چنگاریاں پہنچنے پہنچنے بچھٹی ہوئیں۔
آخر کار بالا کی شادی منزہ ہوئی اور آفاق کی اپنی خالہ زاد الفت سے۔ دو سال بعد مائر کی شادی حیا سے ہو گئی۔

یہ قصہ حیا کی شادی سے پہلے کا تھا۔ جو حالیہ تنازع کا پیش خیمہ تھا۔

ہوا کچھ یوں کہ حیا کی نگینہ آپنی کی بیٹی رانیہ سے کافی دوستی تھی۔ رانیہ نے حیا کو گھر پر ڈنر کے لیے بلایا اور اپنی ایک دوست اور ماموں زاد عسلہ کو بھی۔ گھر پر ڈنر کا بول کر وہ چاروں چیف چل گئیں۔

رانیہ نے اپنی سیلفیاں ”ڈنر وہ پیٹیز“ کے کمپن کے ساتھ وائس ایپ پر اسٹینس لگایا۔ اور سب سے پہلا کمپن شاہد ماموں کی بیوی فیصہ ممانی کا تھا۔

”کہاں گئی تھیں۔“

”گھر والے بھی ساتھ گئے تھے۔“

”نہیں۔“ رانیہ نے جواب دیا۔

”ارے چاروں جوان جہاں لڑکیاں اکیلی“
فیصہ باجی لگا تار مسجڑ کرنی جا رہی تھیں۔ رانیہ

”امی!“ اس نے وائس ایپ گروپ میں مسج ڈیلیٹ ہی کیوں کیا؟

عینہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں موبائل تھا اور اس نے حیا بھائی کا مسج پڑھ لیا تھا۔ اگرچہ حیا نے مسج ڈیلیٹ کر دیا تھا لیکن عینہ نے ٹوئٹس ہشز ملتے ہی پڑھ لیا تھا۔

”تم بلا وجہ کیوں بات کا پتکڑ بنا رہی ہو عینہ۔“

”میں بات کا پتکڑ بنا رہی ہوں؟۔ جس سے

اس کا جھگڑا تھا، اس سے کہتی جا کر۔ کیا میں نے سارے خاندان میں یہ بات پھیلانی تھی کہ یہ چاروں چھپ کر ٹونگ کر رہی تھیں؟“

”تم نے بھی تو اس کو خوب باتیں سنا دیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا۔“

”اس کا بھی مطلب تھا۔“ اس دفعہ عینہ کو بھی ساتھ لے جائیں گے کہ سب کے منہ بند رہے۔
”میں ہی بچھا پھاٹتی تھی ناں۔ جو اس نے میرا ہی نام لیا۔۔۔ صرف میرا ہی نام کیوں لیا۔ عسلہ، ماموں، طیبہ (کزنز) میں سے کسی کا بیٹی۔ عینہ کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔

اس وقت حیا کمرے میں داخل ہوئی وہ ابھی ابھی اپنے منکے سے آئی تھی وہ عینہ کے تالیا کی بیٹی تھی اور بڑے بھائی کی زوجہ بھی.....

حیا کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ اس کو عینہ کے چہرے پر غصے کی وجہ پتا نہیں تھی۔ عینہ اسے دیکھ کر ناک بھوں چڑھا کر اندر چلی گئی۔ حیا نے امی کو دیکھا۔

”پہچرا اچھا نہیں ہوا ہے۔“ امی نے اس کے سوالیہ نظروں سے دیکھنے پر کہی۔

☆☆☆

اس دو منزلہ کوشی کے ماتھے پر میراؤس کا تختہ لگا تھا۔ میر سکندر کے تین بیٹے تھے۔ عظیم، مقبول، قابل اور ایک بیٹی نغمہ۔ میر سکندر تو چل بے لیکن اپنے پیچھے ایک بڑا کتبہ چھوڑ گئے۔

میں مرے لایہ گھر نما کوشی میر سکندر کے بعد

وہ بچہ ہارٹ ایسوجی..... پھر اس میں سارا خاندان
ایڈ ہوا۔ پھوپھو زاد اور چچا زاد بہنیں۔ بعد ازاں
خاندان کی بڑی خواتین بھی شامل ہو گئیں۔
پہلے پہل تو یہ فیملی گروپ ایک اچھا چینیج ثابت
ہوا۔ یوں تو جب کوئی بات ہوتی خاندان میں تو بہت
جلدی پتا چل جاتی لیکن اس گروپ نے مزید آسانی
پیدا کی۔ یہاں منزہ کا بیٹا سیرھیوں سے گرا اسی رات
سب خیریت پوچھنے آوارہ ہوئیں۔

لیکن رفتہ رفتہ خیریت پوچھنے کا سلسلہ رکا۔ کیونکہ
جو خیریت والے اس ایپ پر پوچھتی جاسکتی تھی۔ تو گھر
جانے کی کیا ضرورت۔

کسی کا بیٹا اپنی کلاس میں اول آیا تو فیملی گروپ میں
سب نے ”مبارک ہو“ کے سچ کرنا شروع کیے۔ خالہ بیار
ہوئیں تو پھوپھو نے وائس میج میں ان کی تیار داری بھی کر
ڈالی اور ساتھ میں اپنے دکھڑے بھی سنا ڈالے۔

”ہائے نجمہ! کیا کہوں۔ میرے جوڑوں میں
خود اتنا درد ہے۔ اٹھتی ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ ہڈیاں
کھرچ گئی ہو۔ انہوں نے تو ہزار دفعہ کہا کہ ڈاکٹر
سے اپائنٹمنٹ لے لیتا ہوں لیکن ہر دن کوئی ناکوئی
کام آؤے آ جاتا ہے۔“

پھر یہ سلسلہ ایسا ہی چلتا گیا۔ کچھ دنوں بعد امی
نے عینہ کی فرسٹ ایئر میں اچھے نمبرز کی خوش خبری
شمیر کی۔ سب نے مبارک باد دیں۔ ایک نجمہ خالہ
نے نہان کو مبارک باد دی نہ ہی ان کا وائس میج سنا۔
امی نے گروپ میں کچھ دنوں بعد اچھا خاصا ویلا بچا
دیا۔ وائس ایپ گروپ کچھ ہی گھنٹوں میں میدان
جنگ بن گیا اور جس نے اپنا نام وائس میج میں سنا
انہیں اپنی پرانی شکایتیں یاد آتی رہیں۔ یہ تاریخی
جھگڑا کیسے تھا، کیسے حل ہوا۔ یہ الگ کہانی تھی۔

☆☆☆

حیا کی شادی ہو گئی اور وہ ایک پورشن چھوڑ کر
دوسرے پورشن میں آ گئی۔ شادی کے پہلے ہفتے میں
ہی اس کو بھائی نے آئی فون سکس لے کر دیا اور اس
پر عینہ ناراض ہو گئی تھی۔

بہتے ہوئے ان کو جواب دے رہی تھی۔ اور علشہ کا چہرہ
ہمیشہ ہورہا تھا۔

”رائیہ! خدا کے واسطے اسٹیٹس ڈیلیٹ کر دو۔
چاچی نے اگر چاچو کو بتا دیا تو میری خیر نہیں۔“ علشہ کا
چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔

رائیہ نے اس کی منتوں ترلوں پر اسٹیٹس تو ڈیلیٹ
کر دیا تھا لیکن چڑیاں تب تک کھیت چگ چکی تھیں۔

☆☆☆

”تم اکیلی گئیں کیوں۔ اگلے ماہ تمہاری شادی
ہے، نکاح ہو چکا ہے تمہارا۔ اگر تمہارے شوہر کو پتا
چل گیا اس کا تو؟“

حیا کی ماں اس پر برس رہی تھیں تو وہاں علشہ
کی کلاس لگ چکی تھی۔

حیا کے پاس وہاں نہیں تھا، اس لیے اس نے
گھر میں بتایا نہیں۔ رائیہ کو کہہ دیا تھا اس کے گھر کال
کر کے امی سے اجازت مانگ لے۔ رائیہ نے حیا
سے جھوٹ بول دیا کہ اس نے اجازت لے لی۔

حسب توقع فصیحہ ممانی نے اپنے شوہر کو بتایا۔
شاہد نے پہلے تو اپنی بیٹی اور بھانجی کی خوب خبر لی پھر
حیا کے بھائی کو بتایا پھر تو حیا کی خوب عزت افزائی
ہوئی۔

یوں فصیحہ باجی کی بدولت یہ خبر آگ کی طرح
سارے خاندان میں پھیل گئی۔ فصیحہ باجی نے آگے
سے خوب منصوبہ سمیت دکھائی کہ ان کا مقصد ان کی
شکایت لگانا قطعاً نہیں تھا۔ فیملی گروپ میں ایسوشل
وائس مسجے کیے جس پر ان کا سب ممبرز نے ساتھ دیا۔
غصے میں آ کر رائیہ نے فیملی گروپ ہی لیکو کر دیا تھا۔
”آج کل کے بچوں میں ذرا سا اگر برداشت
کا مادہ بچا ہو۔“

فصیحہ باجی کا حسب توقع اسٹیٹس تھا۔

☆☆☆

”پہلے گاؤں میں حجرے ہوتے تھے..... اب
وائس ایپ گروپس ہوتے ہیں۔“
یہ فیملی گروپ منزہ باجی نے بنایا تھا۔ فیملی گروپ

”تم کیوں ایسے ناراض ہو رہی ہو؟ اس نے
 تمہیں بھی تو اتنا اچھا موہا بلے کر دیا ہے۔“ امی کی
 حسب معمول ”شکر گردانی نصیحتیں۔“

عینہ نے کئی دن حیا سے بات نہیں کی۔ روایتی
 نندوں کی طرح اس کو بھی یہی لگنے لگا تھا کہ حیا نے اس
 کے بھائی پر قبضہ کر لیا ہے۔ حیا اس سے بات کرنا چاہتی
 تو عینہ بات نہیں کرتی۔ ایسے میں اس کے پیپر ز شروع ہو
 گئے اس نے اپنا موہا بلے بند کر دیا۔ جب اس کا آخری
 پیپر ختم ہوا تو اس نے تب جا کر موہا بلے کھولا۔

واٹس ایپ پر اس کے لیے بہت سے مسیج جمع
 تھے۔ اس نے اپنا ”گروپ“ کھولا تو وہاں ساری
 لڑکیاں آؤٹنگ کے لیے پلانز بنا رہی تھیں۔
 ”اس دفعہ عینہ کو بھی ساتھ لے جائیں گے کہ
 سب کے منہ بند رہیں گے۔“

حیا بھابھی نے یہ مسیج کیا تھا اور پھر ڈیلیٹ کر
 دیا تھا۔ اس نے فوراً اسکرین شاٹ لیا اور حیا بھابھی
 کے کمرے میں دندناتی چلی گئی۔
 ”میں نے آپ کے بھائی کو بتایا تھا؟ میں نے
 کہا تھا نصیحہ بھابھی کو کہ سارے خاندان میں جا کر
 ڈھنڈورا پیٹیں؟ میں نے رانیہ کو کہا تھا کہ وہ اپنی ممانی
 کو جلانے کے لیے اسٹینس لگائے؟“ وہ غصے سے
 تقریباً چیخ رہی تھی۔

”میرا یہ مطلب نہیں تھا عینہ، تم غلط سمجھ رہی
 ہو۔“ حیا نے صفائی دینا چاہی تھی۔

”ہاں! بالکل اس لیے آپ نے یہ مسیج ڈیلیٹ
 کر دیا تھا ناں؟ اگر آپ کے دل میں چور نہ ہوتا تو
 آپ ایسا نہیں کرتیں۔“ عینہ تن کرنی چلی گئی۔ اس
 نے فوراً وہ گروپ بھی لیو کر دیا اور اپنی ساری کزنز کو
 بھی بلا کر دیا۔

حیا نے سمجھا رات گئی بات گئی۔ لیکن عینہ اس
 بات پر سخت غصہ تھی۔ اس کو یہ لگ رہا تھا کہ حیا نے جان
 بوجھ کر اس کا نام لیا تھا حالانکہ بقول حیا کے اس نے یہ
 اس لیے کہا تھا کہ اس دفعہ عینہ ساتھ ہوگی تو کوئی کچھ نہیں
 کہے گا کہ گھر سے وہ بغیر اجازت کے گئی ہے۔

رات کو ڈنر کے وقت حیا عینہ کو چاول پکڑا رہی
 تھی کہ عینہ نے غصے سے اس کا ہاتھ پرے ہٹایا۔
 ”مجھے نہیں کھانے۔ آپ کھائیں یہاں بھی
 اور کل ہوٹل میں رانیہ کے ساتھ۔“

اس کی بات پر بھائی نے سوالیہ نظروں سے حیا
 کو دیکھا اور حیا کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا۔ یوں جیسے
 چور پکڑا گیا ہو۔ حیا کے سرخ چہرے کو دیکھ کر عینہ کا
 دل خوش ہو گیا۔

”یہ کیا ہوٹل کھانا رانیہ کے ساتھ؟“
 بھائی نے استفسار کیا۔

عینہ نے منہ کھولا اور وہاں سے امی اشارے کر
 رہی تھیں کہ منہ بند رکھے لیکن اس نے اپنا بدلہ لینا
 تھا۔

”ان لوگوں نے دو بارہ پلان بنایا ہے شادی
 سے پہلے ہی تھیں اکیلی ڈنر پر ریستورانٹ میں۔۔۔ تو
 کافی عرصہ ہو گیا، کہیں کئی نہیں تھیں تو۔۔۔“

مائر نے عینہ کو دیکھا اور پھر حیا کو۔ حیا سر
 جھکائے بیٹھی تھی اگرچہ اس کا کوئی قصور نہیں تھا لیکن
 پھر بھی اس کا سر شرمندگی سے جھکا تھا۔ شادی کے
 اوائل کے دن تھے، اس لیے اس کو سخت شرمندگی
 محسوس ہو رہی تھی۔

بھائی اس کے بعد خاموشی سے کھانا کھاتے رہے۔
 رات کو سب ڈنر کے بعد قبوہ پیتے تھے۔ یہ دادا
 کے وقت سے ان کی فیملی میں روایت بن چکی تھی۔
 اب حیا قبوہ بنا کر لائی تو بھائی ان سے تھا تھے۔

”تم میری نکاح میں تھیں اور تم نے مجھ سے
 اجازت تک نہیں لی۔“ وہ حیا سے دبے دبے غصے
 میں پوچھ رہے تھے۔

”مائر! اگر بڑے مردے کیوں اکھاڑ رہے ہو۔
 جانے دو۔ اس نے اپنی ماں اور باپ سے اجازت لی
 تھی ناں۔“ امی ہمیشہ بھوکے سپورٹ میں اتر آتی تھیں۔
 ”نہیں امی! مجھ سے اجازت لینا چاہیے تھا اس کو۔“
 حیا نامی کھڑی تھی۔ وہ روڈ دینے کو تھی۔

”ہم نے کوئی پلان نہیں بنایا ہے۔“ اس نے

کیوں مجھے خالی ہاتھ بھجوا گیا تھا کیا؟۔ اوپر سے الفت کی چیزوں کو اچھا کہتی ہیں۔“ منزہ باجی کسی طور پر نہیں مان رہی تھی۔

یہ چھوٹی سی بات جو صرف خواتین کے درمیان رہتی تو اتنا نہ بڑھتی لیکن تانی نے اپنے بیٹے کو شامل کر دیا تھا اس میں۔ اب منزہ کو کوئی متا نے نہیں آرہا تھا۔ تانی کو اس بات کی سیاق و سباق پہنچلی تو فوراً ان کے پورٹن آ پہنچے۔

”مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ آئے دن کیوں جھگڑے ہو رہے ہیں ہماری فیملی میں۔ کس نے بنایا نے منحوس فیملی گروپ؟۔ ٹیکنالوجی اس کے لیے نہیں بنی کہ آپ سارا دن اسی پر فارغ بیٹھے رہیں۔ وائس گروپس بنادے اور ایک دوسرے سے ملنا ختم کر دیا۔ بیمار ہوا“ مسج کر کے عیادت کی۔ یہ کون سا طریقہ ہے بھئی۔ شادی کا کارڈ مسج کر دعوت دے ڈالی۔

یہ ٹیکنالوجی بندہ ابیرجیسی کے لیے استعمال کرتا ہے۔ یہاں تو دنیا جہاں کی خبیثیتیں اور آئے دن کے جھگڑے۔ اب تم منزہ منزل (منزہ کا بیٹا) کو اٹھاؤ اور آؤ میرے ساتھ۔ پہلی فرصت میں یہ فیملی گروپ ڈیلیٹ کر دو۔“ تانیہ کا بلڈ پریشر ہائی ہو گیا تھا۔

تانیہ ابو کے کہنے کے منزہ رک نہیں سکتی تھی۔ سب بیٹھے جان چکے تھے کہ انہوں نے فیملی گروپ کا کچھ زیادہ ہی مس یوز کیا۔ غلط استعمال کسی بھی چیز کا ہو..... اچھا نہیں ہوتا۔

منزہ نے گروپ ڈیلیٹ کر دیا اور ایک الوداعی مسج بھی بھیج دیا۔

تانیہ جب باہر نکل رہے تھے تو وہ کسی کو وائس نوٹ بھیج رہے تھے۔

”اس کو کس نے ڈالا تھا گروپ میں..... اور یہ کون ہوتا ہے مجھ سے اس طرح بات کرنے والا؟ اپنا الگ گروپ بناؤ اور میرے غیرے تو خیرے کو نکال باہر کر دو۔“ تانیہ ابو کی برغصہ ہو رہے تھے۔ منزہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا..... سب ان کو سکرپٹ دکھا کر دیکھ رہے تھے۔

☆☆

دھیمے لہجے میں صفائی پیش کی کہ ایسے میں مارنے سے موبائل کھول کر اس کو راندیہ کا اسٹینس دکھایا جس میں وہ ریزرو ڈیٹیل کے بارے میں بتا رہی تھی۔ اس کو راندیہ کی فصیحو بھاشی کو جھانسنے کی عادت سخت ناگوار گزری۔

”ہم گھنے تو نہیں ہیں ناں۔ میں اجازت لے کر جاتی اور.....“ حیا کہنے لگی۔

”لانا چور کو تو آل کو ڈانٹے۔“ غصے میں مار کہتا“ تن فن کر کے چلا گیا اور حیا آنکھوں میں آنسو لیے اس کو جاتا دیکھتی رہی پھر اس نے مڑ کر عینہ کو دیکھا وہ بھی نامی مدی نظر آ رہی تھی۔

”میں نے تم سے کئی بار سوچی کہا۔ میرا وہ کہنے کا مطلب نہیں تھا عینہ جو تم بھی نہیں لیکن پھر بھی تم نے اس بات کو لے کر ہم دونوں میاں بیوی کے درمیان اعتبار کی لکیر کھینچ دی ہے۔“ وہ اس کو کھنکھو کناں لگا ہوں سے دھکتی چلی گئی۔

عینہ کو امی نے خوب لٹاڑا وہ بھی نامی تھی۔

☆☆☆

عینہ نے حیا سے معافی مانگی۔ لیکن حیا اور مار کے درمیان کئی دن تک بات چیت نہیں ہوئی۔

اس دن گروپ میں پھر سے مجھ خالہ اور امی کا جھگڑا ہو گیا۔ اس میں منزہ کو پڑیں اور پھر اس کی ساس..... دونوں ساس بہو کے درمیان خوب جھگڑا ہوا۔ ایسے میں انہوں نے بیٹے سے شکایت لگائی اور بیٹے نے اس کو خوب سنائی۔ اب منزہ باجی کے آکر بیٹھ چکی تھیں۔

”میں نے تو صرف اتنا کہا تھا کہ امی (ساس) نے حیا کو او دن نہیں دیا تھا جہیز میں۔ اگرچہ یہ بات سچ تھی لیکن پھر بھی انہوں نے سارے گروپ میرے جہیز کی ایک ایک چیز گنوائی۔ اس او دن کو تو سب کا پتا تھا۔“ منزہ باجی غصے سے کہے جا رہی تھیں۔

”آپ نے سب کے سامنے کیا ہی کیوں ایسا منزہ باجی۔؟“ طیبہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

”کیوں بھئی؟ ہر جگہ اپنی بیٹی کی چیزوں کو بڑھا چڑھا کر بولتی ہیں۔ ہم نے یہ دیا، وہ دیا۔